رابعہ رحمٰن ایک عمدہ شاعر اور کالم نگار ہے، اس کی تمام تحریروں میں خیر سے محبت، خیر کی تبلیغ اور حق کی جستجو غالب دکھائی دیتی ہے۔ محبت اس کے کلام کی روح ہے اس لیے اس کے خیالات میں احساسات کا لمس موجود ہے۔ شاعری میں احساس غالب نہ ہو تو روکھا پھیکا فکر دل میں جگہ نہیں بنا سکتا۔ رابعہ کا کمال ہے کہ اس نے فکر کو احساس کی آنچ پر پگھلا کر اس میں جذبے کی تاثیر بھری ہے۔ وہ محبت کی خوشبو سے مورت بنانے کی بات کرتی ہے تو اس کی نظم دل میں اترتی محسوس ہوتی ہے۔ آوازے کا پتھر پھینک کی غزلوں اور نظموں میں عجب چاشنی اور علامت ہے۔ کسی کتاب میں چند شعر بھی دل کو بھا جائیں تو وہ کتاب امر ہو جاتی ہے۔ ''آوازے کا پتھر پھینک'' میں ہر صفحے پر کئی شعر دل میں سماتے چلے جاتے ہیں۔ رابعہ عشق لازوال کے رستے پر چلتی ایک ایسی سالک ہے جو اپنی نفی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ دعا گو ہوں کہ رابعہ رحمٰن جس پر رحمٰن کا خاص کرم ہے اپنے لفظوں کی لو سے جگ کے اندھیرے دور کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو۔

ڈاکٹر صغریٰ صدف، لاہور

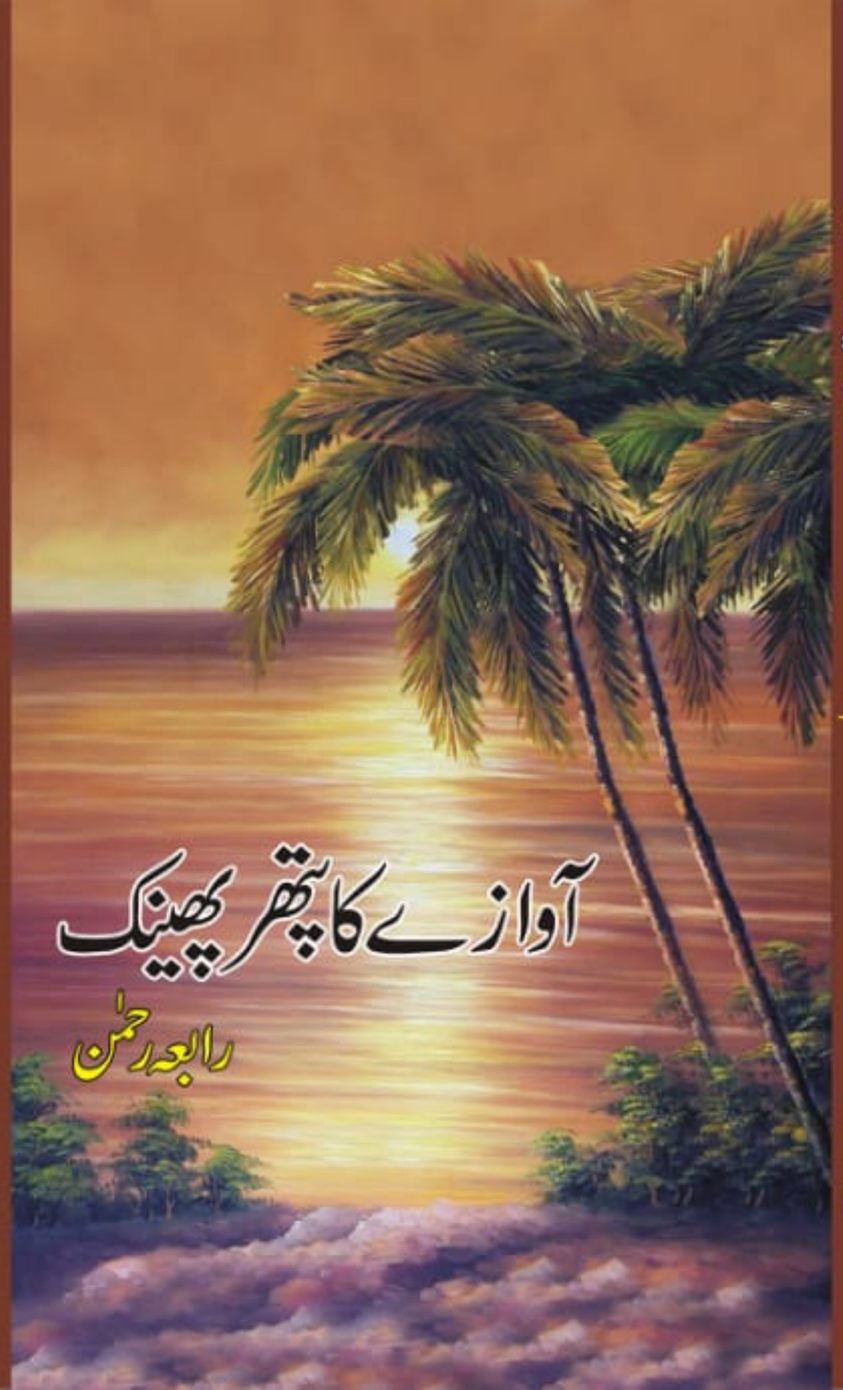

رابعہ رحمٰن کی شاعری پڑھ کر پہلا خوشگوار احساس یہ ہوا کہ ان کا شعر کہنے کا انداز بہت فطری، سادہ اور نہایت لطیف ہے۔ پکے شعر کہنے کی کوشش میں گھڑی شاعری کے شور میں ایسی آواز کسی سریلے مدھر گیت کا سا لطیف دے گئی۔ ویسے بھی رابعہ کی غزلیں اور نظمیں مزاجاً گیتوں سے زیادہ قریب ہیں۔ ساجن اور ساجن کے استعاروں سے بات کا ڈھب نسائی، نزاکت اور وارفتگی سے بھرا ہوا ہے۔ رابعہ کی شاعری پڑھ کر لگتا ہے جیسے ہم کسی رومانوی اور پریت بھری نگری میں آ بسے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ شاعری اپنے خالص قاری کا دل موہ لے گی۔

فرحت عباس شاہ

Saiwa
Publications

محترمہ رابعہ رحمٰن کی شاندار شخصیت سے حریم سخن عرصے سے مزین ہے!!! ان کا تازہ شعری مجموعہ درحقیقت محبت کی وہ دستک ہے، جو موجود میں سماعتیں جسے فراموش کیے بیٹھی ہیں کہ اپنے اپنے خول عمل میں اسیر لوگ ہاں اس منور محور حیات کو منہا کر کے جینے کے خوگر ہو گئے ہیں لیکن برق آسا میکانکی طرز زیست نے روح کو اس طرح مہیب سناٹے میں بدل کر رکھ دیا ہے کہ جنوں کو احساس تک نہیں کہ من کی آسودگی کا راستہ جانا سراسر خسارے کا سودا ثابت ہوا ہے ..... !!! رابعہ رحمٰن شعور کے فور سے سرشار ایسا تخلیقی وجود ہیں جنہیں انتہات کے اصول رتن کی بازیافت کا جنوں آباد ویرانوں میں لیے لیے پھرتا ہے۔ محبت چار لفظی افسانہ نہیں بلکہ وسعتوں کے تلاطم اس کی رگوں میں موجزن ہیں، یوں بے کنار تھیں ان کے شعری پیکروں میں بدامد اصلی چلی گئی ہیں ..... لیکن فرد کے باطنی اضطراب سے لے کر سماج کی ناہمواریوں تک جتنی اکتاف بھی صورت گری کے عمل سے گزری ہیں، جہاں شعریت کی سبک سبک تحریر کو ترجمان بناتی ہیں وہاں محبت کے تجربے کی جو بری معنویت سے بہرہ دست اصولی وابستگی قائم رکھتی ہیں۔ رابعہ رحمٰن کے مجموعے ''آوازے کا پتھر پھینک'' میں غزلوں کے سرکاب تھیں بھی جلوہ افروز ہیں۔ کسی زمانے میں سلیم احمد نے کلیم الدین احمد کے حوالے سے غزل اور نظم کے بیچ موازنہ کرتے ہوئے اس بحث کو چھیڑا تھا کہ لین رقص کی طرح نظم ہی وہ صنف ہے جس میں بلند ترین قسم کی وحدت پائی جاتی ہے ..... ''وحدت فی الکثرت'' کی لطیف مظہریت (Phenomenology) کو موضوع بنائے بنا ذاتی تاثر کو بیان کرتا ہے کہ رابعہ کی نظمیہ نزہت گاہ میں جمالیات کا طلسم زیادہ قوت آفرین تجربہ بن کر سامنے آیا ہے۔ واضح رہے کہ اس تجربے کو محض داخلی تقابل کے تناظر میں دیکھا جائے مگر ان کی غزل اپنی اکائی پر حرف گیری کا موقع فراہم نہیں کرتی بلکہ جذبے کی تہذیب رابعہ کے شعر غزل کا اختصاص ہے کہ نسائی احساسات کی نازک طلائی زنجیر قاری کو اسارت پر مسرور رکھتی ہے!!! اب کچھ بات عنوان سے منسوب تسمیے (Nomenclature) کی ..... رابعہ نے سامعہ کو باقی حواس اربعہ پر اگر ترجیح دی ہے تو دیگر پہلوؤں کے ساتھ یہ تحقیق بھی ضروری ہے کہ ان میں رہ کر جب سناٹے کی ہولناک گونج (Echo) جیسے کے رکھ دینے پر تلی نظر آئے تو وجود کے گنبد سے اور سے ایک ہی صدا اٹھتی ہے کہ کہیں سے بھوائی کا ارمغان میسر آ جائے! کیا عجب یہ انتظار ثمر ابجاد کو ملحوظ آشنا کرے۔ رابعہ کی اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ میری ذہنی و تخلیقی بے وگرنہ اب تک شاعری مجھ سے پیٹھ بچا کر گزر جاتی رہی ہے!!!

جمیل احمد عدیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

# آوازے کا پتھر پھینک



سناٹے کی جھیل میں روہیؔ
آوازے کا پتھر پھینک

# آوازے کا پتھر پھینک

رابعہ رحمٰن

سیوا پبلی کیشنز
133۔سرکلر روڈ شاہ عالم چوک لاہور۔فون:042-37671975



ہمارا مقصد
کتاب دوستی

تزئین و اہتمام:
حمزہ عرفان

جملہ حقوق بحق شاعرہ محفوظ ہیں

| | |
|---|---|
| نام کتاب: | آوازے کا پتھر پھینک |
| شاعرہ: | رابعہ رحمٰن |
| ٹائٹل: | عمران شناور |
| طبع اوّل: | جون 2018ء |
| مطبع: | یاسر عمر پرنٹنگ پریس |
| کمپوزنگ: | زربفت کمپوزر، اردو بازار لاہور |
| قیمت: | 400روپے |
| بیرون ملک: | 10پونڈ.....15ڈالر (امریکن) |

سیوا پبلی کیشنز
133۔سرکلر روڈ شاہ عالم چوک لاہور۔فون:042-37671975
0321-9445830, 0300-9445830
irfansadiq19@yahoo.com, irfansadiq19@hotmail.com

## انتساب

اندر کے سناٹے کے نام



بظاہر خوش لباسی ذوق ٹھہری
کوئی درویش اندر ناچتا ہے

# آئینہ


☆ خوابوں کی زبان کا شعری اظہار (ڈاکٹر نثار ترابی)
- حمدیہ قطعہ
- جس پہ لُطف و کَرم خدا کر دے (حمد باری تعالیٰ)
- تھا حُسنِ نبی حُسن کی پہچان سے پہلے (نعت شریف)
- جس نے بھی ذکرِ نبیؐ دل میں اتارا ہوگا (نعت شریف)
- کیا محبت کا سلسلہ تھا کوئی
- اب عشق کی وادی سے کوئی مجھ کو صدا دے
- ہے نصیب میں مرے کیا لکھا جو تھا باوفا اُسے کیا ہوا
- یاد
- جوگن
- خود کو آزماؤں گی
- سپنا
- آنچل سمجھ کہ سائباں یا بادباں سمجھ
- سانول تو ہے سورج مُکھیا
- نہاں ہو کے کیسی عیاں ہوگئی
- زندگی کی راتوں کے رتجگوں کا کیا کرنا





- اب رسمِ دوستی کو نہ رسوا کرے کوئی
- جس کو چاہا تھا زندگی کی طرح
- روٹھے بیٹھے ہیں اِک زمانے سے
- مکافات
- چبھن
- سوگ
- آگہی
- تنہائی
- قطعہ
- عزم
- سراب
- کیسی دنیا میں بسی رہتی ہوں میں
- قطعہ
- خود کلامی
- سلگتی اس راہِ زندگی پر ہیں منزلوں تک سراب لکھنا
- میں نے اسے چاہا ہے ذرا اور طرح سے
- روز ملتا ہے غم نیا کوئی
- ہم چاہتے ہیں تجھ کو مگر پا نہیں سکتے
- تلاش
- تقدیر
- آرزو
- ذرّہ
- ماں جایا
- دیکھیں تو مے کدے کے اب راستے بہت ہیں

- تم سے نسبت رکھیں گے محبت نہیں
- نہ پوچھو کہ اب تم سے کیا چاہتے ہیں
- تیرے بعد
- آنکھیں
- روہی
- ناطہ
- شام ہونے والی ہے
- تو جو روبرو نہیں ہے
- جو کبھی تھا اب وہ سماں نہیں کسی روشنی کا گماں نہیں
- تم اس دل میں اپنی جگہ مانگتے ہو
- جو تو آئے
- بیاج
- سوال
- ہیں مطلوب مجھ کو نہ نظمیں نہ غزلیں
- حرفِ دعا
- دل کی بستی
- دیوانگی
- ہمزاد
- پریت
- سودا
- مرا اگر جو تُو رہے
- کھوج
- شیشۂ دل
- شکوہ



- دل کا دروازہ
- حُسن
- نچھاور
- بندھن
- انسیت
- شدتِ غم
- رتجگا
- زرد پھول
- سناٹا
- شیشے کا بدن
- آوازیں
- حق
- گلہ
- زائچہ
- غم
- وعدہ
- لمحے
- اندیشہ
- آج تک میری آنکھیں
- ابد
- اُڑان
- ناطہ
- بیوپار
- مایوسی

- صحاب
- آؤ باتیں کریں
- دستک
- ہمسفر
- اُجیارا
- چاہت
- کاسۂ دل
- علیحدگی
- عجیب شخص
- مان
- جشنِ فگاراں
- احتساب
- خدارا ماجرا کیا ہے؟
- جب کوئی اچھی بات کہو
- گمشدہ
- نبھا پاؤں گی میں کیسے؟
- صدائے غم
- حسرت
- خوشبو کی بات
- پتھر
- کہیں دلگیر جاں کوئی
- مٹھی بھر جگنو
- قطعہ
- مجھے ایک رات جینا ہے





- عزتوں کی پیاسی ہیں
- بارش میں دیوار بنانا ٹھیک نہیں
- قطعہ
- لے اُڑی ہے شہر میں پھر میری رسوائی مجھے
- کسی کا نام لب پہ ناچتا ہے
- اشک برساتے ہوئے باب سے جا ملتا ہے
- نہیں ہے خوف پتھروں سے میں دیواروں سے ڈرتی ہوں
- گئے دنوں کی کہانی سنانے لگتے ہیں
- سندر چہرہ سندر آنکھیں
- پجاری
- قطعہ
- ہم سے تم ملے نہیں
- دکھ کا موسم
- پھر بچھڑ جائیں
- درویشی
- عورت
- زندہ ہو جائے
- تم ساجن میں میت
- کیا مجھ میں تو نے دیکھا ہے
- متفرق اشعار

# خوابوں کی زبان کا شعری اظہار

یہ بیسویں صدی کی تعلیمی، تہذیبی ترقی اور روشن خیال ادبی نظریے کا فیض ہے کہ اب خواتین شعراء بھی مرد شعراء کے پہلو بہ پہلو تخلیق کے شعری ایوانوں میں اپنی موجودگی بلکہ مسلسل موجودگی کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل تک کے زمانی عرصے میں اردو شاعری کی روایت میں خواتین تخلیق کاروں کے نام خال خال ہی دکھائی دیتے تھے۔ معدودے چند شاعرات کا کلام ہی یکجا صورت میں دستیاب تھا مگر ادا جعفری کا نام ایک ایسی تخلیق کار کی شکل میں اردو شعری ایوان میں گونجا کہ قارئین اب اس جانب نہ صرف راغب ہوئے بلکہ اسے سراہنے بھی لگے۔ ان کا اولین شعری مجموعہ ''میں ساز ڈھونڈتی رہی'' 1947ء میں مرتب ہو چکا تھا جو 1950ء میں شائع ہوا۔ اسے اردو شاعری میں ایک اضافہ قرار دیا گیا۔

شعری ادب اپنی مخصوص رفتار سے آگے بڑھا تو ہم نے دیکھا کہ شاعرات کا ایک کارواں سامنے آ گیا۔ فہمیدہ ریاض، کشور ناہید، زہرا نگاہ، عرفانہ عزیز، عشرت آفریں، رشیدہ سلیم سیمی، شبنم شکیل، پروین فنا سید، ڈاکٹر افشاں انصاری، گلبہار آفریں، وحیدہ نسیم، وضاحت نسیم، حمیدہ حسین رضوی، سیدہ حنا، رشیدہ عیاں سمیت کئی نام سامنے آئے۔ ان شاعرات نے غزل کی جدید روایت کی پیروی میں نسائی جذبوں کی خوب صورت ترجمانی کی۔ پھر 80ء اور 90ء کی دہائی میں جب جدید شعری تجربوں اور لسانی اظہار کے نئے زاویے ابھرے تو شاہدہ حسن، فاطمہ حسن، صوفیہ بیدار، نوشی گیلانی، یاسمین حمید، بسمل



صابری، تسنیم کوثر، رخشندہ نوید، ثمینہ راجا، شاہین مفتی، ریحانہ روحی، نسیم سید، صغرا صدف، حمیدہ شاہین، شمسہ نورین، حجاب عباسی، رضیہ اسماعیل، غزل انصاری، نسیم نازش، شاہدہ لطیف، حمیرا راحت، رومانہ رومی، عائشہ مسعود ملک، عابدہ تقی، شازیہ اکبر، فرخندہ شبنم، شہناز مزمل، شاہدہ دلاور، سحر علی، تسنیم صدیقی اور کئی دوسری شاعرات نے اپنے تخلیقی جوہر دکھائے۔ اس زمانی مدت کے دوران پروین شاکر کے روپ میں نئی نسل کی ممتاز شاعرہ اس انداز و معیار سے نئے ادبی افق پہ ابھری کہ اس کی شاعری نے مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کیے۔ شاعرات کی مقبولیت کا یہ زمانی عرصہ نئی صدی کے آغاز تک کو اپنا تاریخی جواز بناتا ہے۔ گزشتہ دس بارہ برسوں کے دوران شعری ادب کے افق پر جو نئے نام ادبی رسائل اور شعری مجموعوں کے حوالوں سے متعارف ہوئے ہیں ان میں ایک نام محترمہ رابعہ رحمن کا بھی ہے۔ رابعہ ایک تہذیبی گھرانے کی فرد ہیں اور لکھنے لکھانے کا شوق انہیں لڑکپن سے ودیعت ہوا ہے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ زیرِ نظر شعری مجموعے سے قبل منظر عام پر آ چکا ہے۔ علاوہ ازیں وطنِ عزیز کی ناموس و حرمت پر جاں نثار کرنے والے شہداء کو خراجِ تحسین پیش کرنے والوں میں ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ان کا خاندانی پس منظر وطنِ عزیز کے مایہ ناز فوجی خاندان سے جڑا ہوا ہے۔ اس دوران وطنیت کے سچے اور سچے جذبوں کی عمل داری میں رہتے ہوئے انہوں نے جہاں شعری سطح پر اپنے ملی جذبوں کا اظہار کیا وہاں نثری سطح پر اپنے قومی دردمندانہ احساس کو ایک نثری نام کی صورت میں بھی یکجا کیا جس میں آرمی پبلک سکول کے معصوم شہید بچوں سے اظہارِ محبت و عقیدت نمایاں تھا۔ گویا قومی قیادت سنبھالنے والے سرفروشانِ وطن اور قوم کے نونہالوں سے اظہار یکجہتی ان کے فکر و خیال کا وہ زاویہ ہے جو ان کی تخلیقات کا ایک بنیادی حوالہ ہے۔ اسی قومی سوچ کے عکس ان کی شعری جہت کا ایک واضح رخ متعین کرتے ہیں۔

تاریخ شعر کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جدید اردو غزل کے نمائندہ شعراء کا وہ عہد جو سلیم احمد، شہزاد احمد، ظفر اقبال اور اقبال ساجد تک موضوعاتی تازگی اور طرزِ اظہار کے منفرد انداز

کو اپنا مرکز و محور بناتا ہے، اس کے موضوعاتی اور فکری تتبع کی پاسداری کرتے ہوئے نئی نسل کے کئی شعراء نے شاعری کے رنگ اور نئے راستوں کی دریافت کا کھوج لگایا۔ زیرِ نظر شعری مجموعے ''آوازے کا پتھر پھینک'' کا عنوان بھی اسی جدید شعری روایت سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے۔ منفرد و ممتاز غزل گو اقبال ساجد کا شعر ہے:

دہر کے اندھے کنویں میں کس کے آوازہ لگا
کوئی پتھر پھینک کر پانی کا اندازہ لگا

رابعہ رحمن نے اسی شاعرانہ خیال کی پیروی میں اپنی شعری تخلیقات کو ''آوازے کا پتھر پھینک'' کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ مذکورہ شعری مجموعہ میں غزلوں اور نظموں کی اپنی سطح اور معیار ہے۔ آزاد اور نثری نظموں کا مجموعی طرزِ احساس جہاں حب الوطنی کے جذبے کا ترجمان ہے وہاں سماجی عصری شعور کی بازگشت بھی کئی شعروں میں نمایاں ہے۔ اس حوالے سے ان کے یہ شعر ملاحظہ ہوں:

ع رات تنہائیوں میں بیت گئی
اک دیا دور جل رہا تھا کوئی

ع ذرّہ ہوں تیرے در کا بھی اور خاکِ پا بھی ہوں
جو چاہے اپنے جی میں میرے مہرباں سمجھو

ع ایسی بستی میں کیوں رہیں کہ جہاں
دوستی بھی ہو دشمنی کی طرح

ع یہ جنوں مجھ کو نہ لے ڈوبے کہیں
خود کو اکثر بھول سا جاتی ہوں میں

ع مجھ سے جدا ہوئے بھی تو کس مرحلے پہ ہم
جب تم کو بھولنا مرے بس میں نہیں رہا



□

وہ کسی اور کا میں کسی اور کی
کون سوچے گا روہیؔ یہ فرصت نہیں

رومانی حقیقت پسندی کی وہ روایت جو مجاز، ساحر، اختر شیرانی، احمد فراز، مصطفیٰ زیدی، نذیر قیصر، باقی احمد پوری اور محسن نقوی تک آتے آتے اردو شاعری کی ایک تابندہ مثال بن کر ابھری ہے وہ جہاں فنی جمال اور فکری تہہ داری کا ایک عجب لطف پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے وہاں گزشتہ چند دہائیوں میں نمایاں ہونے والی بعض شاعرات کے رومانی لب و لہجے کی تشکیل و تعمیر کے لیے راہنمائی اور راہبری کا فریضہ بھی انجام دیتی رہی ہے۔ رابعہ رحمن کا شمار بھی نئی شاعرات کی مجموعہ تخلیقی بے قراری کی اس سمت کو اپنا ہم نوا بناتی ہے جس میں نسائی حقیقت پسندی کے رومان انگیز جذبات کو قلبی اضطراب کے وصف سے نمایاں کرنے کی خو پوشیدہ ہے۔ ان کے اس شاعرانہ وصف کی نمائندگی درج ذیل اشعار کر رہے ہیں:

یہ روئے ہستی نکھار دوں گی
تھکن سفر کی اتار دوں گی
تو میرے شانے پہ سر کو رکھ لے
میں عمر یونہی گزار دوں گی

شاعری کا عمومی رومانی رویہ اگرچہ الفاظ کے روایتی دروبست کے ساتھ خیال آرائی کے زور پر محبت اور اظہار محبت کی وارفتگی اور خود سپردگی کا نقشہ ہی ہمارے سامنے لاتے ہیں تاہم الفاظ و اظہار کے اس مجموعی برتاؤ میں انسانی جذبات و احساسات کو جس فطری بے ساختگی سے ہم آہنگ کیا گیا ہے وہ توجہ طلب ہے۔ فرائیڈ نے شاعری کو خوابوں کی زبان کہا ہے اور خوابوں کی یہ زبان شعری اظہار میں ڈھل گئی ہے۔ محترمہ رابعہ رحمن کو خوابوں کی یہ زبان مبارک ہو۔

ڈاکٹر نثار ترابی

## حمدیہ قطعہ

لاریب ہے ہر شے پہ حکومت تیری
ممکن نہیں پوری ہو اطاعت تیری
شرمندہ ہوں میں اپنے گناہوں پہ مگر
ذخائرِ سمندر ہے یہ رحمت تیری



## حمد

جس پہ لُطف و کَرم خدا کر دے
اس کو شیدائے مصطفیٰ کر دے

اُن کی تابانیِ جہاں آرا
حق و باطل جدا جدا کر دے

جس چمن پر ہو اُن کی چشمِ کرم
بادِ صرصر کو بھی صبا کر دے

قطرہ ساغرِ وفا اُن کا
بے وفاؤں کو باوفا کر دے

جنبشِ لب سے قبل ہی خالق
اُن کی تائیدِ مدعا کر دے

اُن کی قربت کا کیف اے روہیؔ
دل کو ہر خوف سے رہا کردے

## نعت

تھا حُسنِ نبی حُسن کی پہچان سے پہلے
اک شخص جو موجود تھا انسان سے پہلے

جلتی ہے مرے قلب میں صلوٰۃ کی مشعل
ادراک ہوا مجھ کو بھی وجدان سے پہلے

اُمّی ترے عرفات کے خطبے نے بتایا
ایمان اُتر آیا تھا ایمان سے پہلے

موجود ہے قرآن میں اس بات کی تصدیق
انسان ضروری ہے مسلمان سے پہلے

روہیؔ دلِ مومن کی تو پہچان یہی ہے
آنسو نکل آتے مرے مسکان سے پہلے



## نعت شریف

جس نے بھی ذکرِ نبیؐ دل میں اتارا ہوگا
عرش پر اُس کی ہی قسمت کا ستارا ہوگا

بات بن جائے گی محشر میں گنہگاروں کی
تیری رحمت کا اگر ہم کو سہارا ہوگا

اس گھڑی کتنی دعائیں اسے بخشی ہوں گی
جب حلیمہؓ نے تجھے ہنس کے پکارا ہوگا

گردشِ دہر کے مارے ہوئے لاچار ہیں ہم
یا نبیؐ تیرے سوا کون ہمارا ہوگا

کربلا والوں کے صدقے میں یہ الطاف و کرم
جھولیاں بھر کے عطا کر تو گزارا ہوگا

شبِ معراج محمد کو خدا نے روہیؔ
عرش سے نور کے دھارے پہ اُتارا ہو

O

کیا محبت کا سلسلہ تھا کوئی
دھڑکنوں میں بسا ہوا تھا کوئی

اور سب کچھ ہی مجھ کو بھول گیا
یاد مجھ کو جب آ گیا تھا کوئی

رات تنہائیوں میں بیت گئی
اک دیا دور جل رہا تھا کوئی

کس کو معلوم وہ مرا دل تھا
گل کی صورت مسل گیا تھا کوئی



□

جب وفاؤں کا پاس ہی نہ رہا
کس میں جینے کا حوصلہ تھا کوئی

راہ زن عمر بھر تلاش کیا
دل کے لٹنے میں کیا مزہ تھا کوئی

وہ جُدا ہو کے مدتوں نہ ملا
کیا کہیں کتنا بے وفا تھا کوئی

پا سکے پھر نہ اس کو ہم روہیؔ
دور اتنا چلا گیا تھا کوئی

O

اب عشق کی وادی سے کوئی مجھ کو صدا دے
اس گلشنِ ہستی میں نئے پھول کھلا دے

ان راہ گزاروں سے صدا آئے تمہاری
یوں میری وفاؤں کا کوئی مجھ کو صلہ دے

الفت کے ہر اک موڑ پہ میں ہار کے بیٹھی
دشنامِ زمانہ ہوں میں جو چاہے سزا دے

آئے نہ میسر جو کوئی وصل کا لمحہ
میرے لیے کافی ہے جھلک اپنی دکھا دے



O

ہے نصیب میں میرے کیا لکھا جو تھا باوفا اُسے کیا ہوا
کبھی درد کی وہ دوا بنا کبھی درد دے کے جدا ہوا

کبھی باغ میں وہ بہار تھی کہ کلی کلی ہی مہک اٹھی
یہ سبھی تھا اس کے وجود سے وہ گیا تو سب ہی فنا ، ہوا

مجھے جا کے جس نے بھلا دیا میں اُداس اسی کی ہوں یاد میں
وہ چھلک اٹھا میری آنکھ سے جو تھا درد دل سے بھرا ہوا

ہوا یہ بھی میرے نصیب میں کہ وہ مل کے مجھ سے بچھڑ گیا
تیرے پیار سے جو تھا مندمل وہی زخم پھر سے ہرا ہوا

یہ مجھے بتاؤ میں کیا کروں اُسے کیسے دل سے جدا کروں
میری زندگی کی جو ڈور ہے اسی ڈور سے تھا بندھا ہوا

## یاد

کہا ٹمٹمائی کرن نے یہی شام سے
چھوڑ کر اس طرح مجھ کو جانا نہیں
ملگجی ٹھنڈ کیں
میرا سینہ جلانے لگیں گی
مجھے جب کوئی یاد آنے لگے گا



## جوگن

اک اک تارا چنتے چنتے
مانگ سبھوں کی بھر دوں گی
اک اک قطرہ بھرتے بھرتے
جام سبھوں کے بھر دوں گی
پر خود پیاسی رہ جاؤں گی
جوگن، داسی کہلاؤں گی

## خود کو آزماؤں گی

محبت ایک خوشبو ہے
میں اس خوشبو سے
اک مورت بناؤں گی

یہ سوچا ہے
محبت کے نئے موسم میں
خود کو آزماؤں گی



## سپنا

پھول آنکھوں میں کھلتا وفاؤں کا رنگ
رتجگوں کی اداسی میں بکھرا ہوا
خوشبوؤں کے سفر میں کہیں کھو گیا
میری آنکھوں کے بھیگے کناروں پہ اب
ایک سپنا سہانا تھا
جو سو گیا

O

آنچل سمجھ کہ سائباں یا بادباں سمجھ
تیری صوابدید ہے جو میری جاں سمجھ

ذرہ ہوں تیرے در کا بھی اور خاکِ پا بھی ہوں
جو چاہے اپنے جی میں میرے مہرباں سمجھ

طوفانِ زندگی کے تلاطم کے باوجود
ہوں ناخدائے کشتیِ عُمرِ رواں سمجھ

سوکھی ہوئی وہ شاخ ہوں جس کو لگا کے آگ
صحرا سے چل دیا ہو کوئی کارواں سمجھ



□

اک سیلِ تند و تیز کو ساحل کے آس پاس
گرداب نے سمیٹ لیا ناگہاں سمجھ

جس کو جلا کے برق نے ویران کر دیا
اس موسمِ بہار کا ہوں آشیاں سمجھ

روہیؔ رہِ حیات میں اک ہم سفر ملا
افسوس وہ بھی چھوڑ گیا بے اماں سمجھ

O

سانول تُو ہے سورج مُکھیا
میں ہوں کرماں ماری رات

حرف ترے کرنوں کی مالا
میں ہوں ایک ادھوری بات

تو ہے پھلواری کا جوبن
میں پت جھڑ کا سوکھا پات

تو ہے ہر پربھا کا سمرن
میں بیچاری سون سرات

وقت کے پتروں پہ تو چمکے
سانول میری کیا اوقات



O

نِہاں ہو کے کیسی عیاں ہو گئی
محبت تو اک آسماں ہو گئی

تری ہمرہی میں مسافت کٹی
سفر کی ہوا سائباں ہو گئی

دیا گر نہیں ہے تو جگنو سہی
چلے آؤ شب درمیاں ہو گئی

مجھے یاد آ کر رُلا دیتی ہے
محبت جو اک داستاں ہو گئی

کٹی عمر جتنی بھی اس کے بغیر
اکارت گئی، رائیگاں ہو گئی

میں اس سے زیادہ کہوں اور کیا
محبت تری جسم و جاں ہو گئی

کبھی خشک آنکھوں میں پنہاں رہی
وہ یاد اب جو اشکِ رواں ہو گئی

وہ بچھڑا تو روہیؔ مجھے یوں لگا
کہ اب زندگی بے اماں ہو گئی



O

زندگی کی راتوں کے رتجگوں کا کیا کرنا
تازہ تازہ زخموں کی مشعلوں کا کیا کرنا

کب سلجھ سکی ہم سے زلفِ دوستی اے دل
لمحہ لمحہ اِن اپنی الجھنوں کا کیا کرنا

ہیں نصیب خوابیدہ برگِ جاں خزاں دیدہ
پھول پھول موسم کے تذکروں کا کیا کرنا

آنکھ میں مکاں تیرا اب نہ وہ گلی تیری
اب تمہارے ملنے کی کوششوں کا کیا کرنا

تم بھی ساتھ دنیا کے سنگ دل بنو روہیؔ
پھول بن کے جینے کے فیصلوں کا کیا کرنا

O

اب رسمِ دوستی کو نہ رسوا کرے کوئی
''ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی''

اس کا کوئی پیام نہ اب جگنوؤں کی شام
اب کیا محبتوں کی تمنا کرے کوئی

اتنی جفاؤں پر بھی یہ اس کا خیال ہے
اب اپنی بے بسی کا نہ چرچا کرے کوئی

ہم کو تو جذب کر گئی دلدل زمانے کی
اب دور بیٹھ کر ہی تماشا کرے کوئی

پوچھا نہیں ہے تو نے تو روہیؔ کا حال بھی
آ اب شبِ فراق کہ شکوہ کرے کوئی



O

جس کو چاہا تھا زندگی کی طرح
وہ ملا بھی تو اجنبی کی طرح

اس کا چہرہ اُداس تھا پھر بھی
جگمگاتا تھا چاندنی کی طرح

مستقل غم یا دائمی راحت
جو بھی دینا ہے دے سخی کی طرح

سوچ کر باندھ اس سے عہدِ وفا
یہ بھی نکلا اگر کسی کی طرح

ایسی بستی میں کیوں رہیں کہ جہاں
دوستی بھی ہو دشمنی کی طرح

تیرگیٔ حیات میں روہیؔ
یاد اس کی ہے روشنی کی طرح

O

روٹھے بیٹھے ہیں اِک زمانے سے
بات بنتی نہیں منانے سے

آج سوچا تو بات کوئی نہ تھی
جن کے بننے لگے فسانے سے

آ بھی جاؤ کہ دل ترستا ہے
کیا ملے گا ہمیں ستانے سے

اور روہیؔ بڑھے گی وحشتِ دل
کم نہ ہوگا جنوں زمانے سے



## مکافات

غم جب روہیؔ
روپ بدل کر آتا ہے
زہریلے موسم بھی کتنے
پیلے پھول کھلاتے ہیں
بانجھ زمیں کے سینے پر پھر
درد پھر اُگ ہی آتے ہیں

## سوگ

پتے ٹوٹ کے شاخوں سے
آ گرتے ہیں جھولی میں
میں راتوں کو جاگتی ہوں
اور ان کا سوگ مناتی ہوں



## آگہی

نہ سوچوں دکھ کو میں لیکن
یہ مجھ کو یاد تو رکھتا ہے
آغوش میں لے کر سوتا ہے
اشکوں کی لوری دیتا ہے
میں اکثر ہی یہ سوچتی ہوں
یہ جیون کا سنجوگ سا ہے
یاں جینا بھی اک روگ سا ہے

## تنہائی

نہ کوئی سنگی ساتھی اس کا
نہ کوئی اس کا بیلی ہے
وہ جو رات کے سناٹے میں
لڑکی ایک اکیلی ہے



## قطعہ

یہ روئے ہستی نکھار دوں گی
تھکن سفر کی اتار دوں گی
تو میرے شانے پہ سر کو رکھ لے
میں عمر یونہی گزار دوں گی

## عزم

ابھی منزلوں کا یقین ہے
ابھی جوش بھی ہے عروج پر
ابھی ولولے بھی ہیں تازہ دم
ذرا تیز چل میرے ہم سفر
تجھے دیکھنا ہے بلندیوں کے حصار میں
مجھے کہکشاؤں کو باندھنا ہے
شبِ سیاہ کی سوچ پر



## سراب

مجھے ایک لفظِ انا سمجھ کے
زباں سے اپنے بیاں نہ کر
میں تو ایک جھونکا ہوا کا ہوں
تیری دسترس میں نہ آؤں گی

O

کیسی دنیا میں بسی رہتی ہوں میں
خود کو اُلجھا سا سدا پاتی ہوں میں

یہ جنوں مجھ کو نہ لے ڈوبے کہیں
خود کو اکثر بھول سا جاتی ہوں میں

کچھ ادھورے خواب لے کر آنکھ میں
رات بھر بس جاگتی رہتی ہوں میں

دل کی دھڑکن کا عجب ہی حال ہے
دھڑکنیں بسمل سدا پاتی ہوں میں

ہیں انوکھے رنگ میری سوچ کے
نقش کیسے چھوڑتی جاتی ہوں میں

مجھ پہ اترے ہیں عجب روہیؔ عذاب
کیسے کیسے زخم سہلاتی ہوں میں



□

## قطعہ

کچھ خواب ادھورے ہیں میرے
کچھ آنکھ بھی جاگی جاگی سی
کچھ گیت سنا نہ پائی میں
کچھ بات بھی آدھی آدھی سی

## خودکلامی

اب ارادہ ہے دلِ زار کو قائل کرکے
اپنے حالاتِ زبوں کار پہ مائل کرکے

عہدِ ماضی کی حسیں یاد کو زائل کر دوں
دلِ مجروح کو کچھ اور بھی گھائل کر دوں

اپنی خوابیدہ محبت کو نہ بیدار کروں
کہہ کے رودادِ اَلم کیوں تجھے بیزار کروں

تیرے سکھ چین میں کیوں درد کو شامل کر دوں
کس لیے شہد کو اس زہر کا حامل کر دوں



یہ گزرگاہِ طرب اپنی ہے جب مثلِ سراب
پھر یہاں کون اُگائے گا محبت کے گلاب

کون دیکھے گا دہکتے ہوئے ویرانے کو
کون بیٹھے گا کڑی دھوپ میں ستانے کو

ہم سفر ہے نہ کوئی رہنما ہے اپنا
یہ خدائی بھی نہیں نہ ہی خدا ہے اپنا

اپنے بے سود تخیل کو بکھر جانے دوں
زندگی جیسے گزرتی ہے گزر جانے دوں

اور کچھ دیر ہی روہیؔ یہ شب تاب یہاں
شمع بجھ جائے گی رہ جائے گا محفل میں دھواں

O

سلگتی راہوں پہ منزلوں کو جو لکھنا تو بس سراب لکھنا
مہکتی شاموں، دمکتی صبحوں کو آرزوؤں کے خواب لکھنا

جو اشک خوں سے رقم کیے ہیں انہیں نہ یوں رائیگاں سمجھنا
مرے سوالوں پہ غور کرنا مرے خطوں کا جواب لکھنا

اسی لیے تو یہاں پہ کوئی نہ شاخ لہکی نہ اَبر برسا
بغیر برسے گزر گئے ہیں نہ جانے کتنے سحاب لکھنا

وہ جن کی تقدیر موسموں نے خزاں کی راہوں پہ ڈال دی ہے
وہ خشک پتے تو انتظارِ بہار میں ہیں خراب لکھنا



غمِ زمانہ ستائے جس دم تو عافیت کا نصاب لکھ کر
دلوں پہ احرام باندھ لینا محبتوں کی کتاب لکھنا

چمک دمک جگنوؤں کی پیہم، یہ تتلیوں کی اڑان ہر دم
کہ راکھ ہو کر انہیں بھی سہنا پڑے گا اِک دن عذاب لکھنا

نہ خواہشِ سیم و زر ہے روہیؔ نہ حاکمیت کی آرزو ہے
مرے مقدر میں لکھ سکو تو زیادہ روہیؔ سراب لکھنا

O

میں نے اسے چاہا ہے ذرا اور طرح سے
اس نے مجھے سمجھا ہے ذرا اور طرح سے

کہنے کو تو ہیں اس سے بہت میرے مراسم
لیکن اسے ملنا ہے ذرا اور طرح سے

کٹنے کو تو کٹ جائے گا تنہا یہ سفر بھی
لیکن اُسے کٹنا ہے ذرا اور طرح سے

پہلے بھی تو بے تاب تھا دل اس کی طلب میں
یاد اب کے وہ آتا ہے ذرا اور طرح سے



□

کہنے کو تو کتنے ہی پرستار ہیں اُس کے
میں نے اسے پوجا ہے ذرا اور طرح سے

پہلے بھی تو دھڑکن تھی مگر ملنے پہ تیرے
دل اب کے تو دھڑکا ہے ذرا اور طرح سے

پہلے سے مراسم تو نہیں پھر بھی وہ روہیؔ
مل جائے تو ملتا ہے ذرا اور طرح سے

O

روز ملتا ہے غم نیا کوئی
زندگی ہے کہ بددعا کوئی

شبِ مہتاب کو خبر دینا
شام ہوتے ہی جل بجھا کوئی

تیرگی ہی رہی مقدر میں
چاند کے ساتھ بھی رہا کوئی

دل کی بستی عجیب بستی ہے
اجنبی ہے نہ آشنا کوئی

چھان مارا ہے اک زمانے کو
تیرا ثانی نہ مل سکا کوئی

ہار کر جان دشتِ روہیؔ میں
پانیوں میں اُتر گیا کوئی



O

ہم چاہتے ہیں تجھ کو مگر پا نہیں سکتے
دیکھا ہے تجھے اور تجھے اپنا نہیں سکتے

یہ فصلِ بہاراں کہ خزاؤں کا ہے عالم
دل اتنا پریشاں ہے کہ بہلا نہیں سکتے

ہو سکتا ہے یہ بھی تجھے مجبور تو کر دیں
ہم چاہتے ہیں اور تجھے تڑپا نہیں سکتے

یہ ضبط کی شدت ہے کہ رسوائی کے ڈر سے
اشک آنکھوں میں آتے ہیں مگر لا نہیں سکتے

اُلفت میں بہت دور بھی جا سکتے ہیں روہیؔ
اتنا بھی بہت دور کہ پھر آ نہیں سکتے

## تلاش

دکھ مجھے اس بات کا ہے بس
دکھ مجھے جب مل نہیں پاتے
میں مل جاتی ہوں پھر دکھ کو



## تقدیر

اندھیری رات ہے
میرے نصیب کا حصہ
میں چاندرات کی خواہش میں
سرگرداں ٹھہری
مرا وصال ہو کیسے
مرے نصیبوں سے

## آرزو

مرے ہم سفر، مرے ہم نشیں
تری رہگزر میں بنی رہوں
تجھے منزلوں کا پتہ ملے
میری ذات سے



## ذرّہ

میرے قہقہوں کے موسم
کہیں دور رہ گئے ہیں
میرے دل کے سارے جذبے
تو ہوائیں لے اڑی ہیں
میرا رنگ روپ بکھرا
مجھے آزماتا کیوں ہے
میں تو ریت کا ہوں ذرّہ
مجھے نہ اڑا ہوا میں

## ماں جایا

بدن میں روح نہیں جسم و جان چھوڑ گیا
جو آئیڈیل تھا ہمارا جہان چھوڑ گیا

تمام عمر ہی دُہرا کے اس کو روئیں گے
ہمارے واسطے جو داستان چھوڑ گیا

خنک تھا جلتے ہوئے زندگی کے موسم میں
وہ گرم ریت کا اب سائبان چھوڑ گیا

کہاں سے ڈھونڈیں گے اب اس کو ڈھونڈنے والے
زمین چھوڑ گیا آسمان چھوڑ گیا



یہی تو دکھ ہے کہ دو گز زمین کی خاطر
جو تھا مکان کی زینت مکان چھوڑ گیا

وہ خود چلا تو گیا ہے مگر ہمارے لیے
یہ ساری زیست ہے اب امتحان چھوڑ گیا

O

دیکھیں تو مے کدے کے اب راستے بہت ہیں
دیوانگی کے یوں بھی اب سلسلے بہت ہیں

چپ سی لگی لبوں پر ہونٹوں پہ خامشی ہے
تسکین جسم و جاں کے یہ مرحلے بہت ہیں

ہم کو دوا سے پہلے دیتے ہیں اب دعائیں
چارہ گروں کے روہیؔ کچھ حوصلے بہت ہیں



O

تم سے نسبت رکھیں گے محبت نہیں
تم کو سوچا تو ہے تم سے چاہت نہیں

کچھ سکوں تو ملے گا تری یاد سے
تم سے ملنے کی لیکن اجازت نہیں

اب کبھی ہم کو ملتا ہے برسوں میں وہ
ہم سے پہلی سی اب اس کی سنگت نہیں

عمر بھر کے لیے اپنے غم سونپ دو
اس سے بڑھ کر بھی کوئی امانت نہیں

وہ کسی اور کا میں کسی اور کی
کون سوچے گا روہیؔ یہ فرصت نہیں

O

نہ پوچھو کہ اب تم سے کیا چاہتے ہیں
ہر اک درد کی اب دوا چاہتے ہیں

گلوں کی تمنا نہ خاروں کی خواہش
ہم آنگن میں حسنِ صبا چاہتے ہیں

نہ زخمِ محبت نہ دردِ تمنا
فقط اپنے غم کا صلہ چاہتے ہیں

گلہ اس سے کوئی نہ شکوہ ہے کوئی
فقط اس سے عہدِ وفا چاہتے ہیں

ملاقات کی اب تو خواہش نہیں ہے
ترا راستہ دیکھنا چاہتے ہیں

کوئی خواب چاہیں نہ تعبیر چاہیں
تری زندگی کی بقا چاہتے ہیں



## تیرے بعد

کتنی مانوس ہوگئی تھی میں
تیرے لہجے کی جگمگاہٹ سے
رات آتی ہے تیرے بعد اب بھی
خواب آتے نہیں ہیں آنکھوں میں
دن نکلتا ہے اب بھی آنگن میں
پر سویرا کبھی ہوا ہی نہیں

## آنکھیں

میری جھیل کنول سی آنکھیں
تجھ کو اچھی لگتی تھیں ناں!
میں ہنستی تو ساتھ ہی میرے
آنکھیں ہنستی رہتی تھیں
پہروں میری آنکھوں میں تم
چہرہ اپنا دیکھتے تھے
اور سرگوشی میں کہتے تھے
ان آنکھوں میں چہرہ نہ کوئی بسنے دینا
آج تلک میں اُن لمحوں کی
قید میں تنہا بیٹھی ہوں
اے بے درد! تجھے وہ آنکھیں یاد نہیں



## روہی

دھیرے دھیرے میرے اندر
مجھ سے کوئی کہتا ہے
میری الفت سے پیاس بجھا لے
مجھ میں دریا بہتا ہے

## ناطہ

پھر پیار کا سوداگر بن کر
یہ کس نے ہاتھ بڑھایا ہے
میرے دل کے بند کواڑوں پہ
پھر کس نے دستک دی آ کر
میں خواب سجا کر پلکوں پر
دہلیز پہ کب سے بیٹھی ہوں
اس شوخ سے اتنا ناطہ ہے
وہ خواب چرانے والا ہے
میں خواب سجانے والی ہوں



## شام ہونے والی ہے

شام ہونے والی ہے
جشن کا سماں ہوگا
کچھ چراغ آنکھوں میں
کچھ جلیں گے سانسوں میں
شام ہونے والی ہے
کچھ تو خشک پتوں کی
سرسراہٹیں چن کر
خود میں لوٹ آئیں گے
اور کسی کے آنکھوں میں
شامِ غم کی خاموشی
نقش ہوتی جائے گی
شام ہونے والی ہے
جشن کا سماں ہوگا

## تو جو روبرو نہیں ہے

دل کی حسیں روش پہ
کچھ پھول تو کھلے ہیں
خوشبو نہیں ہیں ان میں
تو جو روبرو نہیں ہے
ہر سمت روشنی کے
پھیلے ہوئے ہیں ہالے
دل میں اجالگی کا
احساس تک نہیں ہے
تو جو روبرو نہیں ہے



O

جو کبھی تھا اب وہ سماں نہیں کسی روشنی کا گماں نہیں
وہ جو دل کا اک چراغ تھا وہ چراغ اب ہے بجھا ہوا

کبھی فرصتیں ہوں تو مل ذرا تو بہار بن کے کبھی تو آ
میری زندگانی کے باغ میں کوئی پھول تو ہو کھلا ہوا

میں تھی پھول مجھ کو مسل گیا وہ مری حدوں سے نکل گیا
روہیؔ اس سے کیسے گلہ کریں جو ہے بندھنوں میں بندھا ہوا

O

تم اس دل میں اپنی جگہ مانگتے ہو
محبت کا اپنی صلہ مانگتے ہو

یہ ممکن نہیں ہے سکوں بھی ہو گھر بھی
تم آوارگی میں یہ کیا مانگتے ہو

سنو ایسے معصوم و سادہ ہو تم بھی
ہمیں درد دے کے دعا مانگتے ہو

لگا کر مرے دل میں الفت کا پودا
یہ کیا عمر بھر کی سزا مانگتے ہو

سیہ رات میں جگنوؤں کی طلب ہے
اکیلی شبوں میں ضیا مانگتے ہو



## جو تو آئے

تیرے قرب کی آس ہو من میں
من پھر زندہ ہو جائے
بھولی بسری باتیں ساری
ہر پل زندہ ہو جائیں
تو جو ساتھ نبھائے میرا
مردہ مردہ جیون میرا
پل میں زندہ ہو جائے
میں بیٹھی ہوں باغ میں کب سے
آس کا جھولا ڈال کے ساجن
تیرا درشن ہو جائے تو
ساون زندہ ہو جائے

## بیاج

مری آنکھ نے بن سوچے ہی
راتیں گروی رکھ دی ہیں
رنگ برنگے خواب دھرے ہیں
پلکوں پر
خوابوں کے گر رنگ اُڑے تو
راتیں دشمن ہو جائیں گی



## سوال

تو مرے تعاقب میں
چل سکا نہ تھوڑا بھی
میں کہ تیری راہوں میں
عمر سے ہوں آوارہ

O

ہیں مطلوب مجھ کو نہ نظمیں نہ غزلیں
تیرے گیت ہی گنگنا چاہتے ہیں

ہر اک راہِ مشکل میں وہ ہم سفر ہو
یہی اس سے ہم برملا چاہتے ہیں

کوئی جا کے روہیؔ یہ کاش ان سے کہہ دے
کہ ہم ان کو حد سے سوا چاہتے ہیں



## حرفِ دعا

تم جو دور چلے جاؤ گے
کون سنے گا میری باتیں
کون چنے گا دکھ کے کانٹے
کون مرا سر گود میں رکھ کے
پیشانی کا بوسہ لے گا
تم جو ہم کو چھوڑ گئے تو
ہجر میں تیرے مر جائیں گے

## دیوانگی

دھوپ میں سایہ ملے
صحرا میں قافلہ ملے
درد کو ملے جام و سبو
گویا ملے مجھ کو تو



## ہمزاد

آوارگیِ جاں ہو تم
ہم بھی گوشہ نشیں نہیں
جو تم نہیں ساتھ مرے
میں بھی پھر کہیں نہیں

## پریت

گوری کے تن میں باس سجن کی
نینوں میں سپنا ساجن کا
ڈار سے بچھڑی کونج ہو جیسے
تن من سارا ساون سا



## سودا

چلو جاں بانٹ لیں سب کچھ
فنا اپنی مجھے دے کر
بقا مجھ سے مری لے لو

## مرا اگر جو تُو رہے

ہو آنکھ روشنی سے تر
بدن لہو لہو رہے
لبوں کے ساتھ جام ہو
نظر نظر سبو رہے
جو تیری جستجو رہے
مرا اگر جو تُو رہے



## کھوج

میں کھو چکی ہوں ساجنا
کہیں سے مجھ کو ڈھونڈ لو
مرا نشاں نہیں کوئی
مرا نشاں نہیں کوئی

## شیشہ دل

وہ باتیں کانچ سی باتیں تھیں
جو باتیں تم نے کیں مجھ سے
جب ٹھیس لگی من درپن کو
سب کرچی کرچی ٹوٹ گئیں



## شکوہ

متاعِ حیات میں جو بچا تھا
وہ زہر بھی پی لیا ہم نے
آ دیکھ کیا کمال کیا
تجھ بن بھی جی لیا ہم نے

## دل کا دروازہ

دل کا دروازہ کھلا رہتا ہے اب شام و سحر
کوئی خورشید اترتا ہے نہ مہتاب کوئی
زیست کے غم میں جیے جاتے ہیں لیکن روہیؔ
کسی تعبیر کے قابل ہی نہیں خواب کوئی



## حسن

کوئی موسم ہو
کیسا موسم ہو
تیرا چہرہ گلاب لگتا ہے

## نچھاور

ظاہر و باطن جو میرا ہے
اصل میں
سب تیرا ہے



## بندھن

ہاتھ تھامو مرا
ڈوب جاؤں نہ میں
آؤ مل کے کنارے لگیں ساجنا!

## انسیت

میری نیند کا مفہوم
تم نہیں سمجھ پائے
کانچ کانچ خوابوں سے
مجھ کو انسیت سی ہے



## شدتِ غم

حیرتی ہوں میں کب سے
جب سے یہ کھلا مجھ پر
مجھ کو نیند آتی ہے
صرف قتل گاہوں میں

## رتجگا

نیند سے بہت پہلے
درد کے دریچوں سے
اک صدا سی آتی ہے
سو نہیں میں پاتی پھر
رات بیت جاتی ہے



## زرد پھول

مٹی کے بن باسی ہیں
اور خوشبو سوندھی رکھتے ہیں
پیار محبت ساتھ ملا کر
مٹی گوندھی رکھتے ہیں

## سناٹا

سناٹے کی جھیل میں روہی
آوازے کا پتھر پھینک



## شیشے کا بدن

بُن بُن کے جتنا رکھتی ہوں
پیوند ادھڑتا جاتا ہے
آئینہ جیسے دل میرا
پتھر سے ڈرتا جاتا ہے

## آوازیں

زندگی نے مرے کان میں کچھ کہا
پھر سماعت کی مجھ کو ضرورت نہ تھی
مجھ کو آوازوں سے خوف آنے لگا



## حق

پیغام ملے تو آ جانا
کندھے کا سہارا لینا ہے
کچھ اور نہیں مطلوب مجھے
اک حق جو پرانا لینا ہے

## قطعہ

سکون ملتا ہے یاں بس نصیب والوں کو
جو بے نصیب ہیں وہ بے نصیب مرتے ہیں
جو پتھروں کو بناتے ہیں ہم سفر اپنا
وہ کس حوالے سے شیشے پہ مان کرتے ہیں



## زائچہ

جگنو، تتلی، خواب اور میں
موسم، وقت، سراب اور تو
پاگل، بے کل، رات اور میں
آنکھیں، اشک، کتاب اور تو

## غم

تجھے پانے کی تھی اک خواہش
اور کھونے کا ارمان بھی تھا
اب پا کے تجھے ہم کھو بھی چکے
یہ رونے کا سامان بھی تھا



## وعدہ

شام ڈھلے آنے کا کہہ کر
آدھی رات کو آتے ہو
تم بھی ساجن وعدہ کر کے
اس کو خوب نبھاتے ہو

## لمحے

وقت نے جو کچھ لمحے
مجھ کو سونپ ڈالے ہیں
یہ نصیب ہے میرا
وہ بھی شب کے پالے ہیں



## اندیشہ

خامشی میں خوش ہوں میں
اب صدا نہ دے کوئی
دل کے داغ جلتے ہیں
انہیں بجھا نہ دے کوئی

## آج تک میری آنکھیں

رخصتی کا وہ لمحہ
یاد تو تمہیں ہوگا
میں نے تیری پلکوں سے
آنسوؤں کے قطروں کو
چن لیا تھا چپکے سے
آج تک مری آنکھیں
بارشوں کا حصہ ہیں



## ابد

زندگی محور سہی مرکز نہیں
اے بساطِ زندگی
کیوں موت پہ نازاں ہوں میں

## اڑان

مجھے ڈر ہے
کہیں اپنی حدوں کو توڑ کر
میں آسمانوں میں نہ کھو جاؤں
میں ڈرتی ہوں
دعا گو ہوں
مرے پر نہ رہیں باقی



## ناطہ

تو مری روح سے بندھا ہے دوست
اور بندھن یہ توڑ سکتا نہیں
چھوڑ سکتا ہے تُو بدن اپنا
پر مری روح چھوڑ سکتا نہیں

## بیوپار

قیمتاً بھی ملی نہ زیست ہمیں
ہرطرف موت رقص کرتی تھی
یہ جہاں بھی عجب معمہ تھا



## مایوسی

حالِ دل کھل کر بیاں ہوتا نہیں
زخم آنکھوں کا نہاں ہوتا نہیں
جو یقیں تم نے دلایا ہے مجھے
اب مجھے اس کا گماں ہوتا نہیں

## صحاب

کوئی ترسے
کوئی برسے
مگر ہم ہیں
جو بس دیکھیں
مزاجِ موسمِ برہم



## آؤ باتیں کریں

زندگی ڈھونڈتے
کھو نہ جائیں کہیں
دوریاں تن بدن میں ہیں
پیہم رواں
آؤ مل کر کہیں
شام کا اک پہر
اپنے دل میں بھریں
آؤ باتیں کریں

## دستک

دستک دینے والے ہاتھ کہاں ہیں سائیں
دروازہ تو بند پڑا ہے
کنڈی بھی ساکت ہے سائیں
آنکھیں دل اور جان
سبھی کو زنگ لگا ہے



## ہمسفر

راستہ دکھا کر تم
گم کہیں ہونا نہیں
ایسا نہ ہو کہ
راستوں کے درمیاں
ٹھہرے رہیں

## اُجیارا

صبح کے اجالوں میں
روشنی نہیں کوئی
کوئی اُن کو یہ کہہ دے
اپنی بند پلکوں کو
اب ذرا اٹھا ہی دو
شب کی گہری تاریکی
نور سی بنا بھی دو



## چاہت

سفر انجان تھا لیکن
مسافر ہو گئے اپنے
لبوں سے یہ دعا نکلی
کبھی منزل پہ نہ پہنچے
مسافت ہی مقدر ہو
گھٹیں نہ فاصلے اپنے
کبھی طے راستہ نہ ہو

## کاسہِ دل

دیوی دل کی آنکھیں کھولو
جوگ نگر آباد کرو
کاسہِ دل میں پیار کا امرت
پریت کا یہ اُبکار کرو
تیر تفنگ ہاتھوں میں لے کر
جوگی کو سنگسار کرو
کٹے ہوئے اس میت مرن کو
دیوی تم سویکار کرو



## علیحدگی

محبت کی ہر بات پہ اس کو الجھن بہت ہو رہی ہے
کوئی بھی دوں اُسے مشورہ ٹھیک لگتا نہیں
مجھے ایک کاغذ تھما کر
چرا کر نظر کو
وہ کہنے لگا تھا
کہ میں تھک گیا ہوں
یہ سمجھوتا اب مجھ سے نبھتا نہیں ہے
میں سوچوں میں گم سُم
رفاقت کے پندرہ برس ڈھونڈتی ہوں

## عجیب شخص

ڈال کر بیڑیوں کو پاؤں میں
مانگنے مجھ سے حوصلہ آیا
راستے سے در بدر مجھے کر کے
پوچھنے اپنا راستہ آیا
بجھا کے مرے چراغوں کو
وہ اجالوں کو سوچتا آیا



## مان

تم سوچنا توڑنے سے پہلے
میرا مان چٹانوں جیسا ہے

اس دل میں بسے گا کیا کوئی
میرا دل ویرانوں جیسا ہے

میری تنہائی کی بات نہ کر
یہ تیر کمانوں جیسا ہے

تو پہلے ایک زمانہ تھا
اب درد زمانوں جیسا ہے

## جشنِ فگاراں

اس درجہ اداسی چھائی ہے
مرے گھر کے در، دیواروں پر
زخموں کے چراغ جلائے گی
میں جشنِ فگاراں مناؤں گی
اک دعوت عام ہے لوگوں کو
اس شرط پہ سارے آئیں گے
دکھ درد کو ساتھ جو لائیں گے



## احتساب

سب سوال کرتے ہیں
خود جواب دیتے ہیں
اعتراض کرنا ہے
اعتراض سننا ہے
حاشیے لگانے ہیں
سرخ رنگ سے خود ہی

## خدارا ماجرا کیا ہے؟

تمہارے سنگ چلنے کو
جدائی میں پگھلنے کو
تڑپتا ہے دلِ سادہ
تمھیں ناراض کرنے کو
کہ خود تاراج ہونے کو
بڑی بے کل سی رہتی ہوں
خدارا ماجرا کیا ہے؟
میں تم سے گفتگو کر کے
تمہی سے روٹھ جاتی ہوں
تمہارا نام سنتے ہی
میں دل کو تھام لیتی ہوں
خدارا ماجرا کیا ہے؟



## جب کوئی اچھی بات کہو

جب کوئی اچھی بات کہو تم
پھول کی ہر پتی پر لکھنا
کانٹوں کی پھر باڑ بنا کر
کلیوں کو محفوظ ہی رکھنا
جگنو کو رسوا مت کرنا
چاند ہتھیلی بند ہی رکھنا
بھنوروں سے بھی کچھ مت کہنا
بس اتنی سی بات ہے دوست
خوشبو، تتلی، پھول اور جگنو
اپنی مٹھی میں ہی رکھنا

## گمشدہ

مرا خونِ دل
مری کاوشیں
مرے رتجگے
مری چاہتیں
نہ دکھا سکیں مجھے راستہ
میں خیالِ خام تھی دوستا!
میں خیالِ خام ہی رہ گئی



## نبھا پاؤں گی میں کیسے؟

بڑا مشکل ہوا جاناں
تمہارے ہجر میں رہنا
بہت باتیں بنالی ہیں
بہت مشکل سا لگتا ہے
نبھا پاؤں گی میں کیسے

## صدائے غم

درد اتنا سہا نہیں جاتا
پیار کتنا، کہا نہیں جاتا

آنکھ کہتی ہے مجھ کو سونا ہے
نیند کو اب بھرا نہیں جاتا

اب تو زنداں میں روشنی ہوگی
شام غم میں جلا نہیں جاتا

اب تو آ جا پکارتا ہے دل
غیر کو تو کہا نہیں جاتا

کچھ تو ہوگا زمانے سے ہٹ کر
مان سب پہ کیا نہیں جاتا



## حسرت

یہ شوقِ جستجو کیا ہے
بتاؤ روبرو کیا ہے

سرورِ غم کے ہوتے بھی
حصولِ آرزو کیا ہے

یہاں ہیں ریگِ ساحل سب
بتا مجھ کو کہ تو کیا ہے

صبا سی چال تیری، پر
یہ تلواروں کی خُو کیا ہے

ہے بزمِ روح آئینہ
یہ تجھ سا ہو بہو کیا ہے

کبھی خواہش نہیں مرتی
کبھی یہ تو کبھو کیا ہے

تجھے معلوم ہے روہیؔ
ہماری آرزو کیا ہے



□

## خوشبو کی بات

زہے نصیب جو آنا ہوا ہمارے گھر
اب آئے ہو تو محبت کی کوئی بات کہو
گلاب کھلتے ہیں آنگن میں گیت بجتے ہیں
حسین رُت ہے کوئی بات مرے ساتھ کہو
شکستہ قلب تھے ویراں تھے اور آزردہ
مہک اٹھا ہے بدن خوشبوؤں کی بات کہو
اندھیری رات تھی تاریکیاں تھیں محفل میں
کہ جھوم اٹھا مرا من شبِ برات کہو
بڑا اداس تھا موسم کہ تم چلے آئے
خوشی کے رنگ میں بھیگی دھنک کی بات کہو

## پتھر

نجانے کیوں یہ لگتا ہے
مجھے ہنسنا نہیں آتا
کسی گل رنگ آہٹ پر
نہیں رنگین میں ہوتی
سبو کی محفلوں میں بھی
نہیں اڑتی مری رنگت
یونہی جیون بتا دوں میں
مگر میں کر نہیں سکتی
مجھے جینا ہے لمحوں میں
میں ہر پل مر نہیں سکتی



## کہیں دلگیر جاں کوئی

کبھی ویران آنکھوں میں
کبھی ماضی کی درزوں سے
دریچے شبستانوں کے
یونہی تم کھول کے رکھنا
کہیں دلگیر جاں کوئی
تمہارا منتظر ہوگا
اسے اپنا بنا لینا
بہت جاں سوز لمحوں میں
اسے مرنے نہیں دینا

# مٹھی بھر جگنو

تھا ایک زمانہ بیت گیا
جب ہم تم بیٹھا کرتے تھے
کچھ غم ہوتے تھے کچھ خوشیاں
کچھ آنسو قہقہے ہوتے تھے
کچھ رات اندھیری دکھ تھے بہت
کبھی چاند، کرن اور سکھ تھے بہت
مری آنکھ کے ساگر سے اکثر
تم سارے موتی چن لیتے



مضطر لمحوں کے آنچل سے
ہم رنگ دھنک کے پُن لیتے
وہ آنسو، قہقہے، چاند، کرن
وہ موتی، آنچل اور دھنک
وہ گویا سب ہی اَبھاگے تھے
ریشم کے کچے دھاگے تھے!

□

## قطعہ

مجذوب نہیں پر ہوش کہاں
ہو بیٹھے ہیں مدہوش کہاں
کب من میں ہوا ہے بٹوارا
نینوں پہ لگا یہ دوش کہاں



## مجھے اک رات جینا ہے

مجھے وہ یاد ہیں باتیں
کبھی جو تم نے کیں مجھ سے
مجھے اک رات جینا ہے
تمہارے سنگ پینا ہے
تمہارے بال بھیگے ہوں
ذرا آنچل بھی ڈھلکا ہو
تمہارے چہرے کو چُھونا
مجھے اک رات جینا ہے

تمہارے سانسوں کو سننا
تمہارے زیرِ لب تل پر
کوئی تو شعر کہنا ہے
تری گھبراہٹوں کو اب
مجھے بانہوں میں بھرنا ہے
مجھے اک رات جینا ہے

مگر اس رات ایسا ہو
سحر ہونا نہ یاد آئے
ترے ہاتھوں سے جو پی لوں
تری آغوش میں سو لوں
نہ مجھ کو ہوش پھر آئے
مجھے اک رات جینا ہے



□

## عزتوں کی پیاسی ہیں

زندگی جو کرتی ہے
زندگی کو کرنے دو
موت بھی جو آجائے
خود کو تُو نہ مرنے دو
زخم جتنے ملتے ہیں
درد جتنے اٹھتے ہیں
آنکھ نم بھی ہوتی ہے
ریت مت ہونا کبھی

دیکھ مت رونا کبھی
اپنے بچوں کی خاطر
زخم زخم ہوتی ہے
ظلم سامراجوں کا
بوجھ تھا رواجوں کا
خاک بھی ہے گلیوں کی
تار تھیں ردائیں بھی
دامنوں کو پھیلا کر
کوٹتی رہی پتھر
اس قدر ہے مجبوری
عورتوں کے آنگن میں
سو سکے نہ راتوں کو
الجھے الجھے بالوں میں
انگلیاں نہیں پھرتیں
عزتوں کی پیاسی ہیں
عزتیں نہیں ملتیں



□

O

بارش میں دیوار بنانا ٹھیک نہیں
غم کے یہ آثار بنانا ٹھیک نہیں

مرے لیے بس ایک ہی دشمن کافی ہے
مرے لیے کوئی یار بنانا ٹھیک نہیں

آنکھوں میں بس خواب سلامت رکھنے ہیں
آنکھوں کو تلوار بنانا ٹھیک نہیں

روہیؔ تو اک بھولی بھالی عورت ہے
روہیؔ کو فنکار بنانا ٹھیک نہیں

## قطعہ

لوبان ہوں جل رہی ہوں میں
خوشبو میں بدل رہی ہوں میں
نہ کریدو کہ زخم تازہ ہیں
قطرہ قطرہ پگھل رہی ہوں میں



O

لے اُڑی ہے شہر میں پھر میری رسوائی مجھے
باندھ کر رکھے گی کیسے میری تنہائی مجھے

اب تیرے کوچے میں جا پاؤں گی میں کیسے بتا
لگ رہا ہے شہر سارا ہی تماشائی مجھے

خوف سا ہے مہرباں اتنا میرے دل میں مکیں
دے رہے ہو کس لیے اتنی پذیرائی مجھے

اسقدر شوقِ مسافت ہے میرے خوں میں رواں
اب ڈراتی ہی نہیں یہ آبلہ پائی مجھے

تیری قربت، جو میسر ہو مجھے ہمدم مرے
اَوج پر لے جائے گی اک دن شناسائی مجھے

کھوکھلے سے لگ رہے ہیں قہقہے روہیؔ سبھی
درد کے دریاؤں نے بخشی ہے گہرائی مجھے

O

کسی کا نام لب پہ ناچتا ہے
خوشی سے دل برابر ناچتا ہے

ہوئی شیشہ گری منسوب مجھ سے
میرے ہاتھوں میں پتھر ناچتا ہے

صدا دی تھی کوئی تشنہ لبی کی
میرے دل میں سمندر ناچتا ہے

بظاہر خوش لباسی ذوق ٹھہری
کوئی درویش اندر ناچتا ہے

تقاضے بھوک کے کھلنے لگے ہیں
گلی میں جب بھی بندر ناچتا ہے

اُسی کی شہر میں خوشامدیں ہیں
یہاں جو جتنا بہتر ناچتا ہے



O

اشک برساتے ہوئے باب سے جا ملتا ہے
سلسلہ آنکھ کا سیلاب سے جا ملتا ہے

جو جڑیں کاٹ رہا ہے مری دھیرے دھیرے
ذکر اس شخص کا احباب سے جا ملتا ہے

بات کرتا ہے تو لفظوں سے لوئیں اُٹھتی ہیں
عکس اُس شخص کا مہتاب سے جا ملتا ہے

دن نکلتا ہے تیری یاد کی شالیں اُوڑھے
رات ہوتی ہے تو وہ خواب سے جا ملتا ہے

ہاتھ آتا ہے ترا جب بھی میرے ہاتھوں میں
شب کا سناٹا سحرتاب سے جا ملتا ہے

O

نہیں ہے خوف پتھروں سے میں دیواروں سے ڈرتی ہوں
گلوں کی اوٹ میں رہتے ہیں جو خاروں سے ڈرتی ہوں

مجھے بچپن سے ہی بچے ،غبارے اچھے لگتے ہیں
دھواں بارود سے خائف ہوں تلواروں سے ڈرتی ہوں

مجھے بھی رابعہ رحمن سچائی کی خواہش ہے
محبت کے سبھی جھوٹے طلبگاروں سے ڈرتی ہوں



O

''گئے دنوں کی کہانی سنانے لگتے ہیں''
بجھے بجھے سے دیوؤں کو جلانے لگتے ہیں

دلِ تباہ سے ہوئی ہے ایسی چاہ ہمیں
ستم گروں سے بھی اُلفت نبھانے لگتے ہیں

سکوتِ شام کی سرگوشیوں میں ہم اکثر
کسی کی یاد میں آنسو بہانے لگتے ہیں

کسی کے ہجر نے ایسے ہمیں تباہ کیا
ہمیں تو پیار کے قصے فسانے لگتے ہیں

تیری وفا میں ملی ہم کو یہ سزا کیسی
جہاں بھی جائیں ہمیں سب ستانے لگتے ہیں

O

سندر چہرہ سندر آنکھیں
پیار کا ہیں بس محور آنکھیں

ساری رات جگائیں مجھ کو
سانول تیری دلبر آنکھیں

تیرے چہرے پر اب میری
رہ جاتی ہیں اکثر آنکھیں

لکھتی ہیں یہ نظم کے مصرعے
ہو گئیں میری شاعر آنکھیں

روہی عمر بسر ہو ان میں
تیری مست قلندر آنکھیں



## پجاری

اپنے دل کے کعبے کو
ایک پجاری چاہیے

## قطعہ

تری آنکھوں سے دنیا دیکھتی ہوں
کھلی آنکھوں سے سپنا دیکھتی ہوں
میں سناٹوں کی لَے پہ دم بخود سی
ترا کب سے میں رستہ دیکھتی ہوں



## ہم سے تم ملے نہیں

بات تو بڑی ہے یہ
ہم سے تم ملے نہیں
پھول تو کھلے بہت
من کے گل کھلے نہیں
روشنی میں اب بھی ہوں
دل میں روشنی نہیں
تو مرا نصیب تھا
تو مجھے ملا نہیں
تو نہیں تو چار سو
کچھ بھی زندگی نہیں
بات تو بڑی ہے یہ
ہم سے تم ملے نہیں

## دکھ کا موسم

دکھ موسم تو رہے گا ایسے
کاہے نیر بہائے
نیناں ساگر جیسے تیرے
درد نہ بہنے پائے



## پھر بچھڑ جائیں

سفر کی دھوپ پھر شاید
ذرا سی نرم ہو جائے
بچھڑ جانا مقدر ہے
شرائط طے کریں ہم تم
خوشی سے پھر بچھڑ جائیں

## درویشی

میں درویشی کا ہوں ایسا روپ سروپ
میرے باہر سائے ہیں اور اندر دھوپ



## عورت

رات جو گہری ہوتی ہے
شام سنہری ہوتی ہے
کجلے میں پھر بہتے ہیں
دکھ جو تیرے رہتے ہیں
ہاتھ میں کنگن بجتا ہے
تو جو من میں بستا ہے
تجھ سے دور رہوں کیسے
دل کی بات کہوں کیسے
میں تو اک پھلواری ہوں
اک عورت بے چاری ہوں

## زندہ ہو جائے

تیرے قرب کی آس ہو من میں
من پھر زندہ ہو جائے
بھولی بسری باتیں ساری
پل پل زندہ ہو جائیں
تو جو ساتھ نبھائے میرا
جیون زندہ ہو جائے
میں بیٹھی ہوں باغ میں کب سے
آس کا جھولا ڈال کے ساجن
تیرا درشن ہو جائے تو
ساون زندہ ہو جائے



## تم ساجن میں میت

میں پھول کی خوشبو جیسی ہوں
میں تتلی رنگ برنگی ہوں

تم چاند کی رنگت جیسے ہو
پھولوں کی سنگت جیسے ہو

میں قطرہ قطرہ امرت ہوں
میں لمحہ لمحہ رنگت ہوں

تم ایک برستا بادل ہو
تم طوفانوں کا ساحل ہو

میں شام کے سایوں جیسی ہوں
میں رات کے تاروں جیسی ہوں

تم شام ڈھلے کی خاموشی
تم صبحِ طرب کی مدہوشی

اس پریم کی پھر بھی جیت سہی
تم ساجن میں میت سہی



□

## کیا مجھ میں تو نے دیکھا ہے

کیا مجھ میں تو نے دیکھا ہے
سب تیری نظر کا دھوکا ہے
میں اک مٹی کی مورت ہوں
میں تو اک عام سی صورت ہوں
چہرہ بھی سرخ گلاب نہیں
ماتھا بھی تو مہتاب نہیں
سانسوں میں میٹھی باس نہیں
دو بول بھی میٹھے پاس نہیں

آنچل نہ زلف کا سایہ ہے
دھن دولت ہے نہ مایا ہے
نہ مجھ میں چھلکتی چھایا ہے
نہ حسن کا کچھ سرمایہ ہے
بس عمر کا ڈھلتا سایہ ہے
نہ اب رسوائے عام کرو
نہ میرا فن بدنام کرو
میرے جذبے سیدھے سادھے ہیں
میرے سادم ساد لبادے ہیں



□

## متفرق اشعار

کبھی نہ ٹوٹنے والا حصار بن جاؤں
تُو میری ذات میں رہنے کا فیصلہ تو دے

☆☆☆

حوادث توڑ دیتے ہیں اگرچہ گھونسلے لیکن
پرندوں کی مگر شاخوں سے خوشبو تو نہیں جاتی

☆☆☆

سب اس کے خدوخال ہیں اب میرے سامنے
میں نے خیال میں اُسے دیکھا تھا اس قدر

☆☆☆

چوم کے مجھ کو گل گیا کوئی
زخم لگتا ہے کھل گیا کوئی

☆☆☆

میری تلاش اگر ہے تو یہ پتہ ہے مرا
کہ ایک ذرّہ ہوں اور وقت کے غبار میں ہوں

☆☆☆

مجھ سے جدا ہوئے بھی تو کس مرحلے پہ تم
جب تم کو بھولنا مرے بس میں نہیں رہا

☆☆☆

مرے دل کو حسرت بڑی رہ گئی
ملاقات کی وہ گھڑی رہ گئی

☆☆☆

اتنا غمِ دوراں نے ستایا مجھ کو
مسکن بھی کبھی یاد نہ آیا مجھ کو

☆☆☆



یاد تیری کتابِ ہستی میں
خشک پھولوں کی باس ہو جیسے

☆☆☆

ان آنکھوں کی نمی کو جذب کر لو
کہیں دو بوند کا پیاسا ہے کوئی